بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچ

لکھنؤ سے ہر جمعہ کو نکلتا ہے

قیمت سالانہ: ے ر

بیرون ہند ے شلنگ

قیمت ششماہی عہ ر

فی پرچہ ا ر

نمبر ۵ | (۲۵ رمضان مبارک سنہ ۱۳۴۴ھ (۹ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء) | جلد ۲

سچی باتیں

نیند پورے سکون کے ساتھ کس کو آتی ہے؟ اُس کاہل کو، جو رات دن بستر پر پڑا رہتا ہے، یا اُس محنتی کو جو دن بھر کی دوڑ دھوپ کے بعد تھک کر اپنے دماغ و جسم کو چند گھنٹوں کے لیے آرام دینے کو لیٹتا ہے؟ کھانے میں اصلی مزہ کس کو ملتا ہے؟ اُس امیر کو جو سارے دن بیٹھے ذائقہ کی خاطرداریوں میں لگا رہتا ہے، اور طرح طرح کی بد پرہیزیاں کرتا رہتا ہے، یا اُس غریب کو، جو خوب محنت و مشقت کے بعد، دن میں ایک یا دو بار سادہ اور معمولی کھانا کھاتا ہے؟ سو کر اُٹھنے کے بعد فرحت اور تازگی کس کو حاصل ہوتی ہے؟ اُسکو جو ساری رات پریشان اور ہولناک خواب دیکھتا رہتا ہے، یا وہ جو شروع سے آخر تک میٹھی نیند لیتا رہا ہے؟ پس اگر کسی کو نیند پورے سکون کے ساتھ نہیں آتی، کھانے میں پورا مزہ نہیں ملتا، یا سو کر اُٹھنے کے بعد طبیعت سے کسل پوری طرح دور نہیں ہوتا، تو اسکی ذمہ داری، اور تنہا ذمہ داری اُسی کی بے اعتدالیوں، بد پرہیزیوں، اور بے احتیاطیوں پر آتی ہے۔

روزہ، جسم و روح دونوں کے ایک خاص ضبط و انضباط، تزکیہ و تطہیر، پرہیز و احتیاط، کا نام ہے، اس کے تمام ہونے پر انتہائی لطف و راحت، لذت و فرحت محسوس ہونی چاہیے۔ اگر آپ اس چیز کو محسوس کرتے ہیں، تو یقیناً یہ آپ ہی کا قصور ہے، اور یہ لازمی ہے کہ روزہ کی کچھ شرطیں آپ توڑ چکے ہیں، اور اُسکے جو آداب تھے وہ آپ نے نہیں رکھے۔

جسم و دماغ کو، اگر آپ دن بھر صحیح طور پر، کام میں لگائے رہے ہیں، تو شب کو نیند کی حالت میں بھی سکون ملے گا، اور نیند پوری کرنے کے بعد بھی فرحت حاصل ہوگی۔ ٹھیک اسی طرح اگر جسم و روح کو آپ ٹھیک طور پر، دن بھر مشغول رکھے ہوئے ہیں، اگر آپ وہی کرتے رہے ہیں، جو ایک روزہ دار کو کرنا چاہیے، تو آپ کا دن اور آپ کی رات، آپ کی صبح اور آپ کی دوپہر، آپ کا سہ پہر اور آپ کی شام، غرض آپ کے وقت کی ہر گھڑی آپ کے دل کی کلی کو کھلی رکھے گی۔ افسردگی اور اداسی آپ کے لیے بے مفہوم ہوگی، اور سرور و نشاط کی ہوائیں آپ کی روح کو تر و تازہ رکھیں گی!

روزہ کے معنی یہ ہیں، کہ آپ اپنے پیدا کرنے والے، آپ کے سامان زندگی کے مہیا کرنے والے، اور آپ کی موت و زندگی، بیماری و تندرستی، ہر چیز پر قدرت رکھنے والے کے سامنے، عہد کرتے ہیں، کہ سارے دن آپ اپنے تئیں، اپنی آنکھ اور کان، اپنے منہ اور زبان، اپنے دل اور دماغ، اپنے ہاتھ اور پیر، اپنے جسم اور جان، غرض اپنے سارے وجود کو ہر غیر کی راہ سے روکے رہیں گے، ہر بدی اور کجروی سے باز رکھیں گے، اور صرف اسی کے لیے وقف رکھیں گے، جو اسکا اصلی کام، اسکی سیدھی راہ، اسکا فطری حق، اور اسکی سچی غایت ہے۔ زبان اگر کھلے گی تو صرف کلمۂ حق پر، کان اگر سنیں گے، تو صرف سچی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف حق کو، دل اگر سوچے گا تو صرف سچائیوں کو، ہاتھ اور پیر اگر حرکت کریں گے، تو صرف سچائی کی راہ میں۔ مادی زندگی کے سب سے بڑے اور طاقتور مظہر، سورج کے ڈوب جانے پر، جب آپ اُسی ذات کے شکر کے ساتھ

جسے آپ کو یہ توفیق دی، اپنا جائزہ لیں، اور اپنی اس زندگی پر شرط کو پوری طرح ادا کیا ہوا پائیں تو سب دنیا کے کس لفظ، اور کس عبارت میں، اس کیفیت کو ادا کرنے کی قدرت ہے! رضاء الٰہی آپ ہیں، اور آپ رضاء الٰہی میں جذب ہوں گے! راحت و لذت، لطف و مسرت، سرور و نشاط، شادی و انبساط، یہ سارے الفاظ اس بڑی فرحت (انقلاب) کی کیفیت کو ادا کرنے کے لیے ناکافی ہیں جو اس سب سے بڑی فرحت (دیدار الٰہی) کا پیش خیمہ ہے جس سے موسیٰ کلیم اللہ جیسے برگزیدہ پیغمبر باوجود شوق و تمنا، اس دنیا میں محروم رہے!

"م"

تعزیت

(از عبدالماجد)

قدرت نے یہ بڑی ہی دکھ دینے والی خدمت میرے نصیب میں رکھی تھی، کہ مولانا عبدالرحمن مرحوم کی وفات کی اطلاع میں اپنی زبان سے حیرت سے کانوں تک پہنچاؤں۔ چنانچہ ۸-۹ مارچ کو دہلی میں بہت سے بزرگوں اور کرم فرماؤں کے سامنے مجھی کو یہ خدمت انجام دینی پڑی۔ مولانا محمد علی، مولانا ابوالکلام، مولانا حسین احمد، مولانا کفایت اللہ، مولانا محمد عرفان، مولانا عبدالعلیم صدیقی، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، مولانا داؤد غزنوی، ڈاکٹر سید محمود، جناب محمد شفیع داؤدی، جناب عارف ہسوی، اور بعض دوسرے حضرات نے اس خبر کو میری ہی زبان سے سنا! ہر شخص جو اس خبر کو سنتا تھا، نقش حیرت بنجاتا تھا، اور کسی طرح اسکا یقین کرنے پر اپنے تئیں آمادہ نہیں پاتا تھا۔ مولانا محمد علی اور ڈاکٹر محمود تو سنکر بالکل تڑپ ہی گئے، اور مولانا ابوالکلام نے اس قدر رنج و صدمہ کا اظہار کیا، کہ شاید کسی اپنے عزیز کے لیے بھی اس سے زیادہ نہیں کر سکتے ہیں۔ مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کرنے اور انکی وفات کو ملک و ملت کے لیے ایک حادثۂ عظیم قرار دینے میں سب حضرات شریک تھے۔ اور ان سب نے اس طرح دل کھولکر میرے سامنے تعزیت کی، جسکے سامنے تحریری تعزیتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔

پیامات ہمدردی اور تعزیت ناموں کا سلسلہ جاری ہے، جو زیادہ تر مرحوم کے چچا مولوی محفوظ الرحمن صاحب نگرامی کے نام آ رہے ہیں، اور بعض ایڈیٹر سچ، اور ناظم صاحب ندوہ کے نام بھی موصول ہو رہے ہیں۔ یہ پیامات، اسلامی آبادی کے ہر طبقہ، اور ملک کے ہر گوشہ سے اس کثرت کے ساتھ آ رہے ہیں، کہ مرحوم کی کم آمیزی و کم تعلقی کو دیکھ کر انکی کثرت خود پر حیرت ہوتی ہے۔ چند نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔ مولانا شاہ سید سلیمان صاحب چشتی پھلواروی، حضرت مولانا حمید الدین مدظلہ (سرائے میر ضلع اعظم گڈھ)، شمس العلماء مولانا عبدالحمید صاحب (فرنگی محل)، مولانا عبدالشکور (ایڈیٹر النجم لکھنؤ)، مولانا قطب الدین عبدالوالی (فرنگی محل)، مولانا خلیل الرحمن (سابق ناظم ندوہ، سہارنپور)، مولانا سید سلیمان ندوی (اعظم گڈھ)، مولانا کرم علی (کاکوری)، حکیم عبدالجلیل (پشاور)، مولانا سلامت اللہ (فرنگی محل)، اور خان بہادر میر سید حسین (لکھنؤ)۔ ان سب حضرات کے تعزیت ناموں کا درج کرنا گنجائش کی حد سے باہر ہے، تاہم ناظرین سچ کے ساتھ ناانصافی ہوگی اگر دو چار خطوط کے بعض اقتباسات میں انکو بھی شریک نہ کر لیا جائے۔

حضرت سالک، دفتر زمیندار، لاہور سے (بنام ایڈیٹر سچ):—

"مولانا عبدالرحمن کا انتقال ملک و ملت کے لیے بڑا ہی صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے اور سب کو کوئی ایسا شیون کار عطا کرے، جو مرحوم کا نعم البدل ہو۔"

ڈاکٹر انصاری صاحب لکھنؤ سے (بنام مولوی محفوظ الرحمن صاحب):—

"مولانا عبدالرحمن کی بے وقت و بے جا مرگ صرف ایک خاندانی حادثہ نہیں بلکہ قومی و مذہبی حادثہ ہے۔ مرحوم جن صفات کے مالک تھے وہ آج کل قحط الرجال کے زمانہ میں ہزاروں و لاکھوں میں نہیں پائی جاتیں۔ مرحوم کی سادگی، انکسار، اسکے ساتھ انکی قابلیت علمی و دینی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کرتی تھی..... کس کو گمان ہو سکتا تھا کہ اسلام کا یہ چراغ اس قدر جلد گل ہو جائے گا۔ اس موت پر قوم جس قدر ماتم کرے، کم ہے۔"

شاہ احمد حبیب صاحب ندوی بمبئی سے:—

"جو بھی صدمہ ہوا، اس کا اظہار فضول ہے، دنیا کی بہترین ہستی ہم سے جدا ہو گئی۔"

مولانا عبدالرزاق ندوی، کلکتہ سے:—

"میں آپ کو، یا مرحوم کی بیوہ ماں اور دل شکستہ بیوی کو کیا لکھوں؟ مرحوم کو میرے ساتھ جو دلی تعلق تھا، اور مجھے جو انکے ساتھ تھا، اسکے بعد میں کس منہ سے تعزیت کروں؟ مجھے اور تین دن پہلے یہ خبر وحشت اثر پہنچ چکی تھی، مگر آپ حضرات کو ایک حرف بھی نہیں لکھا، کیونکہ واللہ اس کے بالکل نااہل ہوں۔ اس قدر یہ کر سکتا ہوں، کہ انکے اقرباء کے آنسوؤں میں اپنے آنسو شامل کر دوں۔"

متعدد مقامات، اعظم گڈھ، مرشد آباد، فیروزپور وغیرہ سے ایصال ثواب کے جلسے اور قرآن خوانی کی اطلاع آئی ہے، اور یہی صورت اظہار غم و تعزیت کے لیے سب سے بہتر ہے۔

بعض بزرگوں نے اپنے درد دل کو کلام موزوں کی شکل میں ارسال فرمایا ہے۔ مثلاً شمس العلماء مولانا عبدالحمید صاحب فرنگی محلی:—

چو آں عبدرحمن والا نژاد — ز دنیا گذشت و بجنت رسید
پے منقوطہ تاریخ خامہ نوشت — بلیغ ادیب و سعید و رشید

مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب (مصنف رحمۃ للعالمین) پٹیالہ سے:—

ختم شد آں بندۂ خدا پذیر — عبد رحمٰن ادیب روزگار
۱۳۴۴
نادر و دوست تمیز و نیک خو — ایں جواں مرگ دادہ سوگوار
کرد پیچ و [illegible] — یافت اندر بہشت [illegible]

مولوی سید عبدالودود صاحب ندوہ سے (ایک طویل نظم میں):—

ستم تھی قوم پہ مرحوم نگرامی کی رحلت — آج کل جبکہ اہل علم میں قحط الرجال
تالیف کے نمونے اسکے بیچ میں دیکھیے — قوم میں ہوتے ہیں ایسے فرد بیدار کمال
اسکا تو صدمہ فرض ہے ہر ایک اہل علم پر — وہ عالم کیوں نہ ہو اس قسم کا علم زوال
ہے یقیناً یہ شہید یاد [illegible] ۱۳۴۴ — ہے اسکی عمر سے پیدا [illegible]

لہ نیز ایک اور طویل قطعہ ہے، جسکے چند اشعار یہ ہیں:—

ہم گشت پنہاں ازاں فرزانہ [illegible] — کز سبب غم و [illegible] اللہ و [illegible]
سید و صالح و جری [illegible] — بر وصف کمال ذات [illegible]
ہو ز ختم [illegible] اعلان اجابت [illegible] — [illegible]
عیاں شد ظلمت غم در جہاں [illegible] — [illegible] آفتاب [illegible]
ترکیب [illegible] آفتاب [illegible] — گفت [illegible] ۱۳۴۴ھ

رحمت والی رات

(از عبدالماجد)

جان جب جسم کے پردہ میں قائم ہونے لگتی ہے، بے صورتی جب صورت پکڑنے لگتی ہے، اطلاق جب تعین قبول کرنے لگتا ہے، تو لازمی ہے، کہ وہ اپنے لیے بھی وہ تمام قیود و خواص اختیار کرلے، جو جسم، صورت، اور تعین یافتگی کے لیے ضروری ہیں۔ عالم جسم و کائنات مادہ میں داخلہ کے دو بڑے دروازے زمان و مکان ہیں۔ لطیف سی لطیف نورانیت بھی جب سطح زمین پر نازل ہوگی، تو انہیں دروازوں میں ہوکر داخل ہوگی۔ برکت و رحمت جیسی لطافتیں بھی (جو بار الفاظ کا تحمل نہیں کرسکتیں) کرۂ خاکی کو جب اور جہاں بھی سرفراز کریں گی، وقت اور جگہ (زمان و مکان) کی قید اور پابندی کے ساتھ ہی کریں گی۔

قدرت نے وقت کی تقسیم جو مختلف حصوں میں کر رکھی ہے، یہ بے معنی نہیں، ہر موسم ہر فصل، ہر گھڑی، اپنے اپنے اعتبارات دوسروں سے الگ رکھتی ہے۔ صرف اپنی بیرونی اور ظاہری تاثرات ہی کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنی اندرونی اور روحانی کیفیتوں، صلاحیتوں، اور مناسبتوں کے لحاظ سے بھی۔ مہینے، سال میں بارہ ہوتے ہیں، لیکن حج صرف ایک ہی مہینے میں ادا ہو سکتا ہے۔ دن ہفتہ میں سات ہوتے ہیں، لیکن جمعہ صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ گھنٹے، دن میں چوبیس ہوتے ہیں، لیکن ہر نماز ہر وقت ادا نہیں کی جا سکتی۔

وقت کا کوئی جزو جب آتا ہے، تو اپنے ساتھ اپنی ساری مناسبتوں کو بھی لاتا ہے، اور اپنی ساری کیفیتوں کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ رات کا سناٹا جب چھانے لگتا ہے، تو چرند پرند، اور انسان، سب اپنے اپنے کاموں کو روک کر آرام کرنا چاہتے ہیں، آفتاب کی سرگرمیاں جب شروع ہوتی ہیں تو حیوان اور انسان سب کو اپنے اپنے کام یاد آ جاتے ہیں۔ برسات میں جب آب زندگی آسمان سے اترنے لگتا ہے، تو زمین کی بھی ساری سوئی ہوئی زندگیاں نئے سرے سے بیدار ہو جاتی ہیں۔ بہار کا موسم آتا ہے، تو کلیوں کے کھلنے اور پھلوں کے پکنے کے ساتھ ہی انسانی دلوں کی کلیاں بھی کھلنے لگتی ہیں، اور طرح طرح کی امنگیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی قسم کی مناسبتوں کو، روح کی بولی میں، دنوں کی فضیلتیں اور کرامتیں، اور راتوں کی بزرگیاں اور برکتیں کہتے ہیں۔

پھر یہ بھی قدرت کا ایک دستور ہے، کہ جو واقعہ، روحانیات کے عالم میں جس درجہ کا پیش آتا ہے، اسی کی اہمیت کی مناسبت سے اسکی یادگار بھی، اسی زمانہ کو قرار دے دیا جاتا ہے۔ اللہ کے خلیل نے ایک خاص موسم میں اپنے لخت جگر کو قربانی کے لیے پیش کیا، عین اسی زمانہ کو فریضۂ حج و قربانی کے واسطے سارے زمانوں پر اور بندوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ عاشورہ محرم کو روایات کے مطابق متعدد انبیائے کرام کو اہم واقعات و حالات پیش آئے تھے، اس روز کے روزہ کی فضیلتیں بیان کر دی گئیں۔ دوشنبہ کے روز، دنیا کو رحمت کا پیام عالم سنانے والا آیا، اس روز کو جب کی یادوں سے کم درجہ کب رکھ سکتی ہے۔

اللہ کی اتاری ہوئی ہر نعمت، بڑی ہی نعمت ہے، لیکن اسکی ساری بڑی نعمتوں میں اگر کوئی نعمت سب سے بڑی قرار دی جا سکتی ہے تو وہ یہ کہ اس نے ہر تاریکی کو روشن کرنے، ہر کجی کو درست کرنے، ہر پیچ کا عقدہ کھولنے، ہر مرض کو شفا دینے، ہر دکھ کو مٹا دینے کے لیے، ہر موسم اور ہر زمانہ، ہر خطہ اور ہر ملک، ہر قوم اور ہر امت، ہر فرد اور ہر جماعت، ہر مرد اور ہر عورت، ہر بوڑھے اور ہر جوان کے ہاتھ میں ایک کامل و مکمل ہدایت نامہ، اور ایک جامع و مفصل دستور العمل دے دیا ہے، جسکے بعد کسی انسان کو کسی علم و فن، کسی حکمت و صنعت، کسی استاد و مرشد، کسی مدرسہ و مکتب، کی قطعاً کوئی حاجت ہی نہیں باقی رہ جاتی۔ جس گھڑی اس آفتاب ہدایت کا طلوع ہوا ہے، وہ وقت رات کا تھا۔ اس مبارک رات کی بزرگیوں اور سعادتوں کا کوئی انسانی دماغ احاطہ کر سکتا ہے؟ جس شب مبارک کو خود حق تعالیٰ جل وعلاہ "شب مبارک" ارشاد فرمائے، کس بشر کے قلم میں یہ قوت ہے کہ اسکی کرامتوں اور فضیلتوں کی شرح کر سکے؟ کوئی لفظ، کوئی عبارت، کوئی عنوان تحریر ایسا ممکن ہے، جو اس پاک رات کی پاکیزگیوں اور سعادتوں، رحمتوں اور برکتوں، نعمتوں اور دولتوں کی تفسیر کے لیے کافی ہو سکے؟

پھول بہار ہی میں کھلتے ہیں، اچھے پھل بہار ہی میں پھوٹتے ہیں۔ گلستان دہر اور چمن حیات کے اس سب سے زیادہ خوش رنگ، شاداب، اور دلکش پھول کے لیے کیونکر ممکن تھا، کہ بجز موسم گل و فصل بہار کے کسی اور وقت کھلتا، چنانچہ خود صدق مطلق کی لسان حق کا بیان ہے، کہ عین اسی موسم میں، جو ازل سے نعمتوں اور برکتوں کی بارش کے لیے مخصوص ہو چکا تھا، گلشن کائنات کے اس سدا بہار پھول نے اپنی عطر بیزیوں سے اہل ذوق کے مشام جاں کو معطر کیا۔

شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن	یہ رمضان کا وہی مہینہ ہے، جس میں قرآن اتارا گیا۔

اسی مبارک ماہ کی ایک شب تھی، جب اس شاہد رعنا نے اپنے چہرہ سے نقاب اٹھایا ہے، ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے اسے ایک شب مبارک میں اتارا ہے،

إنا أنزلناه في ليلة مباركة إنا كنا منذرين فيها يفرق كل أمر حكيم أمرا من عندنا إنا كنا مرسلين رحمة من ربك إنه هو السميع العليم رب السموات والأرض وما بينهما إن كنتم موقنين لا إله إلا هو يحيي ويميت ربكم ورب آبائكم الأولين (دخان ع ۱)	ہم ہمیشہ اسی طرح ڈراتے رہے ہیں۔ اسی شب میں ہر حکمت والی بات کا فیصلہ ہوتا ہے، چنانچہ یہ حکم بھی ہماری ہی طرف سے ہے، اور ہم ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں، یہ تیرے رب کی طرف سے رحمت ہی ہے، جو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ انکے درمیان ہے، ان سب کا وہی پروردگار ہے، اگر تم یقین رکھتے ہو۔

وہی معبود ہے اسکے سوا کوئی نہیں، زندگی اور موت سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا۔

اہل تفسیر میں اسکی ایک بڑی بحث چلی آتی ہے کہ "امر حکیم" (حکمت والی بات) کے فیصلہ سے کیا مراد ہے، علاوہ کر یہاں عبارت پر اگر نظر رہے، اور "رحمۃ من ربک" "ہو السمیع العلیم" "رب السموات والارض" اور "یحیی ویمیت"

رکھ رب آیا گر اور ''ربّ'' کے بلیغ اشارات کی روشنی سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سب کے حالات سے واقف ''سب کے پرورش کرنیوالے'' اور سب کی زندگی اور موت پر حاکم کے ہاں سے جس رحمت کا ''نزول'' ہوگا، وہ یہی ہو سکتی ہے، کہ سب کو ربوبیت کے قانون سے آگاہ کر دیا جائے، اور سب کو زندگی اور موت (زندگی کا لفظ شخصی و قومی ہر زندگی پر حاوی ہے) کے اصول بتائے جائیں۔ قرآن حکیم کا اصلی کام یہی ہے، اور اسکی تعلیم ربوبیت کے قانون کی توضیح کرتی ہے، اور افراد و اقوام کو زندگی بخشتی ہے۔ نزول قرآن، اسی معنی میں دنیا کے لیے سب سے بڑی رحمت و نعمت ہے، یہی سب سے بڑی رحمت اس شب مبارک کو نازل ہوئی تھی، اور اسی کی یادگار میں، اسی کے ماتحت ہر سال، اسی شب کو جزئیات و تفصیلات سے متعلق ''ہر امر حکیم'' ہر حکمت والی بات کا نزول و تصفیہ ہوتا رہتا ہے۔

قرآن حکیم ہی کے ابتدائی نزول کی گھڑی کو جسے ایک جگہ شب مبارک (لیلۃ مبارکۃ) سے موسوم کیا گیا ہے، دوسری جگہ ''شب قدر'' (لیلۃ القدر) کے خطاب گرامی سے یاد فرمایا ہے۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر، لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے، اور تم سمجھے کہ شب قدر ہے کیا چیز؟ شب قدر وہ بزرگ اور گرامی شب ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے! بعض اہل شرح کی طرح یہاں اس بحث میں پڑنے کی مطلق حاجت نہیں، کہ ''قدر'' یہاں اپنے کسی لغوی معنی میں آیا ہے، آیا بمعنی حکم و قضا، اور یا بمعنی شرف و تعظیم؟ بہر صورت جو بھی پہلو اختیار کیا جائے، اس شب مبارک کی بے حد و حساب بزرگی خود آیہ کریمہ ''خیر من الف شہر'' بیان کر رہی ہے۔ یعنی وہ ایک رات جو ہزار مہینوں، ہزار ہا ہزار مہینوں، بلکہ بے حد و بے شمار طولانی مدت سے بڑھ چڑھ کر ہے! جس مبارک رات کو قرآن جیسی بے نظیر نعمت دنیا کو ملی ہو، آسمانوں اور زمینوں کے فرمانروا نے خاک کے پتلے کو اپنے محفوظ کلام کے شرف سے سرفراز کیا ہو، اس کی رحمتوں اور برکتوں کا اندازہ کرنا، انسانی دماغ کے تراشے ہوئے علم الحساب کے اعداد سے بھلا کس طرح ممکن ہے؟!

''شب مبارک'' آتی کب ہے؟ روح و جان کے عالم میں، بہار کے موسم کا نام ''ماہ رمضان'' ہے، اس ماہ مبارک کا سب سے زیادہ مبارک زمانہ اسکا آخری عشرہ ہے۔ پھول کوئی بھی کھلتا ہے، چمن کھلنے لگتا ہے، لیکن گلاب کی کلی جب کھلتی ہے، تو اس وقت چمن کی حالت ہی کچھ اور ہو جاتی ہے۔

رمضان کا آخری عشرہ، چمن میں گلاب کے کھلنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ پاکوں اور پاکبازوں کا سرور۔ اس عشرہ میں ذکر و عبادت الٰہی کے لیے وقف رہتا تھا، ورنہ وہ کون سا زمانہ ہوتا تھا، جب وہ عبادت الٰہی کے لیے وقف نہ ہوتا تھا؟ اسی مقدس عشرہ کی کسی مقدس رات میں وہ مقدس گھڑی آجاتی ہے، جس کی فضیلتوں اور برکتوں کی شرح و تفصیل کے لیے لفظ و عبارت کا دفتر ناکافی ہے۔ اس دولت بے بہا کی تلاش میں اگر انسان اپنی چند راتوں کی نیند بھی قربان نہ کر سکے، تو یقیناً اسکے دل کو اس قدر دولت کی ذرا بھی قدر نہیں! اس کے تعین سے اسی لیے قصداً و مصلحتاً بے التفاتی برتی گئی ہے، اور وہ رات، جو

سلامٌ ہی حتی مطلع الفجر | شام سے صبح تک سراسر رحمت ہی رحمت ہے،

اسکی بابت دنیا کا سب سے بڑا معلم اپنی امت سے یہ ارشاد فرما گیا ہے کہ ''اس کو تلاش کرو آخر عشرہ رمضان کی طاق راتوں میں''۔ جن جاگے ہوئے دلوں کی آنکھیں آج ''ان راتوں کو کسی کی یاد میں جاگ جاگ کر کاٹیں گی''، ''کل'' وہ خود محسوس کریں گے، کہ انکی آنکھیں نہیں، اُن کا نصیب جاگ رہا تھا!

(تعبیرات سوم)

بقیہ صفحہ ۵

عن ابی سعید ثلاث لا یفطرن الصائم، الحجامۃ والقیء والاحتلام (ترمذی)

حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا: پچھنا لگانے، قے ہونے اور احتلام سے۔

من ذرعه القیء فی شهر رمضان فلا یفطرن [illegible] فقد فطر (ابو داؤد)

جس کو خود بخود روزہ میں قے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، البتہ جو قصداً قے کریگا اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

عن رجل من اصحاب النبی صلعم قال قال رسول اللہ صلعم لا یفطر من قاء ولا من احتلم ولا من احتجم (ابو داؤد)

ایک صحابی سے روایت ہے، آنحضرت نے فرمایا تھا: قے، احتلام اور پچھنے سے روزہ نہیں جاتا

من ذرعه القیء وهو صائم فلیس علیه قضاء ومن استقاء فلیقض (رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجه والدارمی)

جسکو خود بخود روزہ میں قے ہو جائے اس پر کوئی قضا نہیں ہے (یعنی روزہ صحیح ہوگا) اور جو قصداً قے کرے اس پر قضا ہے۔

بعض لوگ اس حدیث کی بنا پر کہ ''ایکبار آپ کو استفراغ ہوا تو آپ نے روزہ توڑ دیا'' یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ استفراغ روزے کا ناقض معلوم ہے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آپ نے نفل روزہ رکھا تھا، اتفاقی استفراغ سے ضعف ہوا تو آپ نے روزہ توڑ دیا۔ امام ترمذی لکھتے ہیں:

وروی عن ابی الدرداء وثوبان وفضالة ان النبی صلعم قاء فافطر، وانما معنی هذا الحدیث ان النبی صلعم کان صائما متطوعا فقاء فضعف فافطر لذلک، هکذا روی فی بعض الحدیث مفسرا (جامع ترمذی)

ابو درداء، ثوبان اور فضالہ سے روایت ہے کہ آپ نے قے کی، پھر افطار کیا، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ نفل روزہ سے تھے اس میں آپ کو قے ہوئی جس سے آپ کو ضعف محسوس ہوا تو روزہ توڑ دیا، اسی تفسیر کے ساتھ وہ بعض روایتوں میں مذکور ہے۔ (الہلال)

۱؎ ایک قلیل گروہ اس جانب گیا ہے کہ اس شب سے مراد شعبان کی پندرھویں ہے، لیکن محققین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے، اور لیلۃ القدر بلا خلاف رمضان مبارک ہی کی کوئی آخری شب ہے۔ عن قتادة فی قوله انا انزلناه فی لیلة مبارکة قال هی لیلة القدر (ابن جریر) قال ابن زید فی قوله تعالیٰ انا انزلناه فی لیلة مبارکة قال تلک اللیلة لیلة القدر (ایضاً)

۲؎ والمقصد به الوقت لا خصوص [illegible] (روح المعانی [illegible]) ای لیلة القدر [illegible] (ایضاً) یعنی [illegible] ایک قول نقل کیا ہے، کہ ہزار راتوں سے مراد کوئی خاص عدد نہیں، بلکہ محض تکثیر مراد ہے۔

۳؎ عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلعم یجتهد فی العشر الاواخر ما لا یجتهد۔

۴؎ عن عائشة ان رسول اللہ صلعم قال تحروا لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر

تیسیرات صوم

نمبر (۲)

ایام جاہلیت میں دستور تھا کہ ایام صیام کی پوری مدت میں مقاربت سے محترز رہتے تھے، لیکن چونکہ یہ ممانعت خلاف حکم فطری تھی اس لیے اکثر لوگ اس میں خیانت کے مرتکب ہوتے تھے - اسلام نے اس حکم کو صرف وقت صوم تک محدود رکھا، جو صبح سے شام تک کا زمانہ ہے -

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ہن لباس لکم وانتم لباس لہن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالآن باشروہن وابتغوا ما کتب اللہ لکم - (بقرہ)

تمہارے لیے روزہ کی شب میں اپنی بیویوں سے مقاربت حلال کی گئی، تمہارا ان کا ہمیشہ کا ساتھ ہے، خدا جانتا ہے کہ تم اس میں خیانت کرتے تھے، پس اس نے تم کو معاف کیا - اب ان سے ملو جلو - اور خدا نے تمہاری قسمت میں جو لکھا ہے اسکو ڈھونڈھو -

بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے :-

عن البراء بن عازب لما نزل صوم رمضان کانوا لا یقربون النساء رمضان کلہ وکان رجال یخونون انفسہم فانزل اللہ علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم -

براء بن عازب سے روایت ہے کہ جب صوم رمضان کا حکم نازل ہوا تو لوگ رمضان بھر بیویوں کے پاس نہیں جاتے تھے، بعض لوگ اس میں خیانت کرتے تھے، تو خدا نے فرمایا: خدا جانتا ہے کہ تم خیانت کرتے تھے پس تم کو اس نے معاف کیا -

---

روزہ داروں میں بوڑھے، کمزور، معذور، بیمار ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے اسلام سے پہلے اور مذہب میں ہم اس قسم کے معذور اصحاب کے لیے کوئی استثنا نہیں پاتے - اسلام نے ان تمام اشخاص کو مختلف طریق سے مستثنی کر دیا -

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (بقرہ)

جو بیمار ہو یا مسافر ہو وہ دنکے علاوہ اور دنوں میں قضا روزے رکھ لے اور جو بمشکل روزے رکھ سکتے ہیں وہ ہر روزہ کے بدلے ایک دن کا کھانا ایک مسکین کو دیدیں -

لیکن اس ممانعت میں اس نے اس قدر غلو نہیں کیا کہ اگر باایں ہمہ حالات ضعف و عذر طالبان رضوان الہی روزے کا ثواب حاصل کرنا چاہیں، تو نہ کر سکیں - بلکہ اسکو ان کی مرضی پر موقوف رکھا -

فمن تطوع خیرا فہو خیر لہ، وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (البقرہ)

جو اپنے دل سے کوئی نیک بات کرے، تو بہتر ہے اور روزہ رکھنا بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو -

---

حالت سفر میں آں حضرت نے روزے بھی رکھے ہیں اور افطار بھی کیا ہے، حسب اختلاف حالات - لیکن اگر کوئی شخص باوجود ضعف و عدم تحمل شدائد صوم، سفر میں روزے رکھے، تو اسلام میں یہ ثواب کا کا کام شمار نہیں ہوگا -

عن جابر بن عبد اللہ قال کان النبی صلعم فی سفر فرای زحاما ورجلا قد ظلل علیہ فقال ما ہذا فقالوا صائم فقال لیس من البر الصوم فی السفر (بخاری)

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک سفر میں تھے تو ایک بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک آدمی کو سایہ کیے لوگ کھڑے ہیں - پوچھا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ہے - آپ نے فرمایا سفر میں اس طرح روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے -

---

عورتوں کے لیے مخصوص فطری عذرات کا لحاظ ضروری تھا - اسلیے ایام حائضہ، ایام حمل اور ایام رضاعت میں انکے روزے معاف ہیں کہ وہ ضعف و ناتوانی کے ایام ہیں - انکے بجائے انکی قضا وہ اور دنوں میں کرسکتی ہیں -

قال النبی صلعم الیس اذا حاضت لم تصل ولم تصم (البخاری)

آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کیا عورت ان ایام میں نماز اور روزہ نہیں چھوڑ دیتی؟

عن ابن عباس وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین قال کانت رخصۃ للشیخ الکبیر والمرأۃ الکبیرۃ وہما یطیقان الصوم ان یفطرا ویطعما مکان کل یوم مسکینا والحبلی والمرضع اذا خافتا - (ابوداود)

ابن عباس سے مروی ہے کہ ... حاملہ اور دودھ پلانے والی اگر اپنے ضعف کا اسکو خوف ہو یا بچہ کا خوف ہو تو روزے نہ رکھے اور فدیہ دے -

عن انس قال النبی صلعم ان اللہ وضع عن الحامل والمرضع الصوم (ترمذی)

حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے روزے معاف کیے گئے ہیں -

---

بھول چوک اور خطا و نسیان اسلام میں معفو ہیں کہ خدا نے ہمیں بتایا کہ

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا (البقرہ)

پروردگار ہمارے نسیان و خطا پر ہم سے مواخذہ نہ کر -

اس لیے اگر حالت صوم میں کوئی بھول کر کچھ کھالے یا پی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا -

عن ابی ہریرۃ قال جاء رجل الی النبی صلعم فقال یا رسول اللہ انی اکلت وشربت ناسیا وانا صائم فقال اطعمک اللہ وسقاک (ابوداود)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے بھولکر روزے کی حالت میں کھالیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں تمہیں خدا نے کھلایا اور پلایا -

عن ابی ہریرۃ قال النبی صلعم من اکل او شرب ناسیا فلا یفطر فانما ہو رزق اللہ (ترمذی)

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے: جو بھول کر کھالے یا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا - وہ خدا کی روزی ہے -

---

اسی طرح وہ افعال جو گو منافی صوم ہیں لیکن انسان سے قصداً صرزد نہیں ہوتے بلکہ وہ اس میں مجبور ہے - مثلاً محتلم ہو جانا، بلا قصد قے ہو جانا ان چیزوں سے بھی نقض صوم نہیں ہوتا -

آہ! عبد الرحمٰن

ہماری جماعت کا اصلی چراغ گُم ہو گیا

(جناب مولانا سید سلیمان ندوی، اڈیٹر معارف کے قلم سے)[1]

اس دو سال کے عرصہ میں ندوۃ العلماء نے اپنے کیا کیا گوہر آبدار کھو دیے! ابو الحسنات مرحوم، مفتی محمد یوسف مرحوم، اور آہ کس زبان سے کہیں عبد الرحمٰن مرحوم! دار العلوم ندوہ نے اپنی بیس برس کی مدت میں سینکڑوں آدمی علم و دین کے خادم پیدا کیے، لیکن سچ سچ کہتا ہوں کہ عبد الرحمٰن ان سب میں بہتر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات میں علم و عمل کی ساری خوبیاں جمع کر دی تھیں،

لیس من اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

(خدا سے یہ محال نہیں کہ دنیا کو ایک ذات میں جمع کر دے)

مرحوم کا وطن نگرام تھا، جو ضلع لکھنؤ کا ایک مردم خیز قصبہ ہے۔ جہاں کے انصاریوں کا خاندان مدت سے اپنے آس پاس اور اطراف و دور میں علم و ارشاد کی مسند ہے، مرحوم اسی خاندان کے فرزند تھے۔ وفات کے وقت چھتیس سال کی عمر تھی، گویا ۱۸۹۰ء کی پیدائش ہوگی، ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے اعزہ سے حاصل کی، غالباً ۱۹۰۵ء میں وہ دار العلوم میں داخل ہوئے، اس وقت میں مدرسہ میں ادبیات کا معلم تھا، اور مرحوم نے بھی ابتدائی کتابیں مجھ سے پڑھی تھیں۔ مرحوم کا بچپن میری آنکھوں کے سامنے ہے، اسی زمانہ سے جب وہ مدرسہ میں بہت چھوٹے سے تھے، وہ اچھی عبارت اور سلیس عربی تقریر کرتے تھے، چھوٹی سی عمر اور چھوٹے سے قد میں ان کی یہ ادا ایسی دلفریب تھی کہ وہ جلسوں میں تماشا بنجاتے تھے۔ مولانا شبلی مرحوم جو اچھی استعداد اور قابل جوہر کے جویندہ و جویاں رہتے تھے، وہ خاص طور سے مرحوم کی تربیت سے دلچسپی رکھتے تھے، ایک دو دفعہ جلسوں میں وہ اپنے ساتھ انکو لیکر گئے۔ مدرسہ سرائے میر (اعظم گڑھ) کے پہلے یا دوسرے اجلاس میں مولانا جب ان کو ساتھ لائے، تو اس بچے کی زبان سے ایسے اچھے خیالات اور ایسی سنجیدہ تقریر سن کر لوگ حیرت میں آ گئے۔

۱۹۰۹ء میں آریوں نے شدھی کا پہلا فتنہ اٹھایا تھا، مولانا شبلی مرحوم اس سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ گروکل کے اصول پر مولانا نے خدام الدین کی ایک جماعت بنائی تھی جس میں ان طلبہ کو داخل کیا تھا جن کے والدین یا اولیاء اپنے بچے کو صرف مذہب کی خدمت کے لیے وقف کر سکیں۔ یہ بچے سادہ پہنتے، سادہ کھاتے، اور سادہ رہنے کا عہد کرتے تھے، اور زمین پر سوتے تھے۔ اس جماعت میں جو طلبہ داخل ہوئے انہیں ایک یہ مرحوم بھی تھے۔ یہ جماعت مٹ گئی، اس کا بانی رخصت ہو گیا، حالات بدل گئے، مگر عبد الرحمٰن مرحوم نے اس حیثیت سے جو عہد کیا تھا، آخر وقت تک پورا کیا۔

[1] یہ وہ مضمون ہے جو معارف کے دوسرے نمبر کے لیے مولانا نے تحریر کیا ہے۔

مرحوم نے سات آٹھ برس دار العلوم میں تعلیم حاصل کی، غالباً ۱۹۱۵ء میں انہوں نے مدرسہ سے تعلیم کی فراغت حاصل کی، اس سے ایک سال پہلے دیوبند جاکر مولانا محمود حسن صاحب سے بیعت کی، اور اجازت حاصل کی۔ ۱۹۱۴ء میں مولانا شبلی مرحوم نے جو کام چھوڑے تھے، ان کے مخلص شاگردوں نے ان کا بار اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھا لیا۔ ان میں ایک دار المصنفین کا قیام اور دوسرا مدرسۃ الاصلاح سرائے میر کا چلانا تھا۔ میرے ساتھ مولانا مسعود علی اور مولانا عبد السلام ندوی نے دار المصنفین کا کام سنبھالا، اور دوسری طرف مولانا حمید الدین صاحب کے زیر سایہ مولانا شبلی متکلم ندوی نے مدرسہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر مرحوم بھی وابستگان شبلی کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور چار برس تک مدرسہ سرائے میر میں مدرسی و تعلیم کا فرض انجام دیا، مدرسہ میں اپنے زیر تربیت چند اچھے لڑکے پیدا کیے۔ اس اثنا میں اصلاح معاشرتی میں جو پورے کو رنگھی تک انکی اصلاحی تقریریں مقبول ہوئی تھیں، اسی زمانہ میں حضرت مولانا حمید الدین صاحب کے زیر سایہ قرآن پاک کا فیض حاصل کیا۔

ترک موالات کے شباب میں جب سرکاری مدارس توڑے جا رہے تھے، مدرسہ عالیہ کلکتہ پر چھاپا مارا گیا، اور اس کی جگہ مولانا ابو الکلام صاحب نے مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد کلکتہ قائم کیا، اس وقت مرحوم سرائے میر سے کلکتہ گئے اور مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد کلکتہ کی صدر مدرسی کا عہدہ قبول کیا۔ مولانا ابو الکلام قید ہوئے، مدرسہ کی مالی حالت جیسی کچھ تھی ظاہر ہے۔ اس مدرسہ کو مرحوم نے چند سال تک جس ایثار، جس محنت، جس جانفشانی سے چلایا، وہ صد درجہ حیرت انگیز ہے۔ مدرسین کو سنبھالا، لڑکوں کو تسکین دیا، اور پھر شہر میں اس کو قائم رکھنا معمولی بات نہ تھی۔ اس تمام مدت میں شاید ہی ان کو اپنے ذاتی معاوضہ کی رقم پوری ملی ہو اگر وہ ہمراہ لی سکا ہو۔ اس پر نوبت کسی کی وقت ان پر ایسے گزرے کہ فاقوں تک نوبت پہنچ گئی، لیکن پیشانی پر بل تک نہ آنے دیا۔

کلکتہ میں اسی زمانہ میں شہر خلافت کمیٹی کے وہ صدر منتخب ہوئے اور پورے شہر کو اپنے اخلاص، ایثار اور محبت سے گرویدہ بنا لیا۔ خلافت کانفرنس کلکتہ میں وہ صدر استقبالیہ بنائے گئے، اور کامیاب خدمات انجام دیں، جن کی یاد اب تک اہل کلکتہ کے دل میں ہے۔ ۱۰ مارچ کو جب میری زبانی کلکتہ میں مرحوم کی خبر وفات پہنچی، وہاں کے دوستوں کو انتہائی صدمہ ہوا، اور وہ متوقع تھے کہ اجلاس جمعیۃ العلماء کے موقع پر ساتھ وہ مرحوم بھی ہوں گے، اور جب ان کو معلوم ہوا کہ میرے ساتھ وہ نہیں، بلکہ ان کی مسرتوں کا منشا آلی ہے، تو چہروں پر ایک عجیب عالم طاری ہو گیا۔

مدرسہ اسلامیہ کلکتہ کے بانیوں نے جب مدرسہ کو بند کرنے کا تہیہ کر لیا تو انکے دوستوں نے ان کو وہاں سے بلا لینا مناسب سمجھا۔ چنانچہ میرے اصرار پر کلکتہ سے لکھنؤ آئے اور ۱۹۲۳ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء میں ادب و تفسیر کی خدمت انکے سپرد کی گئی، جسکو انہوں نے آخر تک انجام دیا۔ ان کو وہ صحت حاصل تھی اگر شکایت رہتی تھی، اسی ۱۹۲۵ء [illegible] عارضہ میں مبتلا تھے اور نحیف ہو گئے تھے، اس وقت سے ان کی علالت کا سلسلہ

شروع ہوا۔ ۲۵ مارچ کو ختم ہوا۔ بیچ بیچ میں تندرست بھی ہوتے گئے مگر مسلسل صحت کبھی نہیں ہوئی۔ ستمبر ۱۹۲۱ء میں انکو معدہ و جگر کی خرابی کی بیماری ہوئی اور یہ مستقل رہی۔ نومبر میں کچھ افاقہ ہوا تو وہ انجمن ندوۃ العلماء کے جلسہ میں گئے۔ وہاں سے واپس آ کر پھر طبیعت خراب ہوئی، اور سہ سے رخصت لیکر مکان گئے، اور اسکے بعد وہ آخر رخصت ہی پر رہے۔ پھر لکھنؤ میں آ کے معض امراض معلب کرتے رہے، انکے اصرار پر وہ بغرض علاج بمبئی گئے اور وہاں اصل مرض میں افاقہ ہو تا رہا کہ دفعتہً انکے داہنے پاؤں میں سرطانی پھوڑا نمودار ہوا۔ بمبئی ہی میں ۵ مارچ ۱۹۲۲ء کو عمل جراحی کیا گیا جو بظاہر کامیاب ہوا۔ یہ پھوڑا اس قدر کم اہم سمجھا گیا کہ انکے وطن تک میں بھی اسکی اطلاع کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

۱۰ مارچ کا دن گذرا کر رات کو کچھ گھبراہٹ کے آثار ظاہر ہوئے، اگر مرحوم متقول کے اس صبر نے تمام بدن کو خود معطل کر دیا۔ ۱۱ مارچ کی صبح کو نماز فجر کے وقت جب جنبش غیر منظم ہالک تو انکے طبیب معالج و رفیق و عزیز حکیم محمد نعیم صاحب انصاری ندوی نے ایسی ہی حالت میں ان سے کچھ دریافتیں دریافت کیں۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ "اسوقت انھوں نے جو جوابات دیے وہ ایسے شخص کی زبان سے جسکی حالت بالکل غیر شعوری ہو، صد درجہ حیرت انگیز تھے" اسکے بعد خود وضو کیا اور نماز فجر ادا کی، اور ادھر سلام پھیرا اور ادھر ایک ہچکی کے ساتھ عبد رحمان، رحمان کے پاس پہونچ گیا۔ اسی دن کی شام کو بعد مغرب لکھنؤ سے دار المصنفین خبر پہونچی، یہ تاریخ نہ تھی ایک بجلی تھی جو دل پر گری، اور تماؤں کے خرمن کو خاک و سیاہ کر گئی۔

مرحوم کی وفات سے نوجوان طبقۂ علماء میں جس کی کمی ہوئی اور ہندوستان میں مذہبی اصلاحی تحریک کو جو صدمہ پہونچا اس کا یقین انکو کس طرح دلاؤں جو اس سے واقف نہ تھے، وہ اُن لوگوں میں نہ تھا جو اصل مذہب اور معتقدات میں تطبیق دیتے وقت مذہب کا پلہ ہلکا کر دیتے ہیں، وہ ہمیشہ سے ایک مخلص مذہبی آدمی تھا۔ تقوی اور دینداری اسکے فضل و کمال کا زیور تھا، اکثر وہ لوگ جو اصلاحی خیالات رکھتے ہیں علامہ سبب میں فرد ہوتے ہیں، مگر اسکی ذات خشک و ترکا مجموعہ تھی، وہ صد درجہ مذہبی اور صد درجہ مسلح تھا، اسکی تحریر و تقریر کا ایک ایک حرف مذہبی و اخلاقی اصلاح کا دفتر ہے۔

مسلکے قلمی خیالات کا پہلا عکس "مقالۂ خواتین اسلام" ہے، یہ رسالہ کی صورت میں ہر ہائینس سرکار عالیہ بھوپال کے اعلان پر غالباً ۱۹۱۵ء میں مرحوم نے لکھا تھا، یہ رسالہ ۵۰ صفحوں کا اپنے موضوع کی منفرد ہے، اس میں آیات و احادیث کی روشنی میں عورتوں کے فضائل، مناقب، حقوق، فرائض اور ادبیات بیان کیے ہیں، اتفاق سے میرا بھوپال جانا ہوا، تو معلوم ہوا کہ ہر ہائینس نے اسکو پسند فرمایا اور دیکھا کہ اپنے دست خاص سے جا بجا اس پر بعض مباحث کے متعلق مزید تفصیل چاہی ہے، میں اس رسالہ کو بھوپال سے اپنے ساتھ لیتا آیا اور جون ۱۹۱۶ء میں وہ معارف میں تھوڑی تمہید کے ساتھ شائع کیا۔

سرائے میر کے قیام کے زمانہ میں مدرسہ کے طلبہ کے لیے حدیث و ادب کی تعلیم کے لیے "آلی اکلم" کے نام سے مرحوم نے ایک رسالہ لکھا اور مسودہ چھپا۔ اس میں وہ حدیثیں لیا گئی ہیں، جو معنوی تعلیم کے علاوہ لفظی حیثیت سے بھی ادب عربی کی جان ہیں۔ اسکی ووسری تالیف لغات جدیدہ کو جسکی ترتیب عربی سے

اردو ہے، انھوں نے بدل کر اردو سے عربی کر کے میرے پاس بھیجا، وہ مسودہ ابتک غیر مطبوع ہے۔ اسی زمانہ میں عید الضحٰی کا ایک عربی اردو خطبہ لکھا تھا۔

قیام کلکتہ کے زمانہ میں سیاسی مضامین مختلف مذہبی اور فرضی افسانوں کی صورت میں لکھے اور اخبارات میں شایع ہوتے رہے۔ اسی قسم کے مضامین کا ایک مجموعہ "درس آزادی" کے نام سے لاہور کے ایک تاجر کتب نے شایع کیا ہے۔ "عدم تشدد کی فتح" ایک اور سیاسی رسالہ کا عنوان ہے جو کلکتہ ہی میں لکھا گیا۔ خلافت کانفرنس کلکتہ کا استقبالیہ خطبہ صدارت بھی مطبوع ہے۔ انجمن تبلیغ الاسلام بمبئی کے صدر کی حیثیت سے یہ منکر کر آریہ سماج قوم کو عراق و عرب میں عربی میں شایع کرنا چاہتے ہیں، مرحوم نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی حق پرکاش کا حشو و زوائد نکال کر عربی میں ترجمہ کیا اور اسکا نام نور الحق رکھا، اور وہ زیر طبع ہے۔ ندوہ میں میری فرمائش سے عربی میں منطق پر ابتدائی رسالہ لکھا، غرض مرحوم کے اصلاحی خیالات کا سب سے بڑا مظہر سچ لکھنؤ تھا، جسکے وہ شریک انشا رہے، دو سال سے ہر ہفتہ وہ کسی نہ کسی عنوان پر نہایت سادہ عبارت اور پُر تاثیر انداز میں مضامین لکھا کرتے تھے۔ مرحوم نے ندوہ میں انگریزی بھی پڑھی تھی، اور اس میں معمولی استعداد بھی پیدا کی تھی۔ قدیم عربی تصنیفات کے مطالعہ کا بھی شوق تھا، اور اس میں بڑی وسعت نظر پیدا ہوگئی تھی مرحوم کا اصل فن ادب نہ تھا، تاہم وہ اس فن کی مشکل کتابیں پڑھاتے تھے، عربی میں بلا تکلف گفتگو کرتے تھے، اسی طرح فلسفہ و کلام کی کتابیں بھی وہ دیکھتے تھے، گر اصلی ذوق انکا اصلاحی اور تجدیدی تھا، اسی لیے علامہ ابن تیمیہ کی تصانیف کے وہ بیحد شائق تھے۔ سرائے میر کے قیام کے زمانہ میں حضرت مولانا حمید الدین سے تفسیر کا جو تعلق اٹھایا وہ اخیر تک قائم رہا، مشہور کتب و احادیث پر بھی انکی خاصی نظر تھی۔

فضل و کمال، تقوی و تحریر، مطالعہ و وسعت نظر تو الگ چیزیں ہیں مرحوم کی زندگی کا اصلی جوہر اسکے اخلاق تھے سراپا انکسار سراپا تواضع، صد درجہ فروتن گر اسی کے ساتھ صد درجہ بے نیاز، غنی النفس، بلند حوصلہ، اپنے اساتذہ اور بزرگوں کا صد درجہ لحاظ رکھنے والا، بیٹھنے والا، اور دفعتاً بزرگ کے ساتھ فدائے، والد ہر جانی سے ملتا، ہر لمحہ پیار سے پیش آتا، ترک موالات کے زمانہ میں اعظم گڑھ اور کلکتہ میں انکی تقریریں درجہ بلا انگیز ہوتی تھیں مگر اسکا دل کبھی خوف سے آشنا نہیں ہوا۔ بڑوں کے سامنے اظہار حق میں خاکساری و تواضع کے اس پیکر کا قلم بے باک تھا، پوری جوانی اور شباب اس سادگی اور زہد سے گذارا، کہ وہ سادگی کو بھی انکی جوانی پر رشک آتا ہوگا، گاڑھے کا لباس، سادی دو پلی ٹوپی اور گاڑھے کا پاجامہ جو پہلے پہنا وہ آخر تک پہنے رہا، ترک موالات سے انکی وفاداری مخبروں کی طرح صرف دکھاوا نہ تھی، بلکہ وہ جلوت میں جس طرح ظاہر کرتا تھا خلوت میں بھی اسی طرح تھا، جب اپنے شیروانی بنانے کے لیے بہت اصرار کیا گیا، تو غریب یا نہ سمجھ، جو اسکے جہرہ کا نور تھا اسکے سوا اور کچھ نہیں آیا۔ چاندی اور سونے کی ایک سو روپئے سے زیادہ نہیں، اور ہنساؤ ہی اور ہنساؤ ہی بچھونا۔ وہ دنیا کی صورت میں ایک فرشتہ تھا، جس نے نوجوانوں کو اپنے اخلاق اور دینداری سے بوڑھوں کو شرمایا۔ ایک خود ایک تحریک جس میں ہم سب شریک تھے وہ فوت اسلیے شدہ آتے کہ میں انگریزی باجے گا۔ عبد الرحمن! تو گیا اور ہمیشہ کیلئے گیا، تو علماء اور مسلمانوں کے سامنے اپنی زندگی کا نمونہ پیش کیا، دل یا ان کی شہادت ہے کہ تیری زندگی خدا کے حضور معتبر ٹھہری، تو رحمت الٰہی کی گود میں مسرور ہوگا لیکن

ہم ہیں کہ تیری جدائی میں اشکبار ہیں، تیرا جسم لحد خاکی میں ہے، مگر تیری یاد تیرے دوستوں کے دلوں میں ہے، تیری موت آرزو پوری ہو چکی لیکن تیری ذات سے جاری

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

تصوف

اورادکار و فتوح الغیب ـ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب نقیۃ الطالبین کا ترجمہ طالبین کو سیدھی راہ بتاتی ہے ـ

الفیض الربانی ـ ملفوظ الرحمانی ـ حضرت غوث پاک کے مواعظ کا ترجمہ جو سن کر ہزاروں مسلمان ہو گئے ـ قیمت

مرصاد العباد ـ حضرت خواجہ نجم الدین کبری نے تصوف میں سلوک و طریقت کے بیان میں لکھی ـ قیمت

سیر الاولیا ـ یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز ـ قیمت

اکسیر ہدایت ـ امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے ـ قیمت

عزیز القلوب امام غزالی کی اس کتاب میں عبادات اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان ادر ہے کتاب بہت اچھی ہے ـ

ہشت بہشت ـ یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات جس کے مطالعہ سے نور ایمان حاصل ہوگا ـ قیمت

کشف المحجوب ـ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے ـ قیمت

مکتوبات مجدد الف ثانی ـ اسلام کی سچی راہ پر چلنا چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو ـ قیمت

مقاصد السالکین ـ تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے ـ قیمت

تصوف اسلام (از مولوی عبدالماجد) جس میں اولیا کی تعلیمات کا تبصرہ کر کے اسلامی تصوف کا عطر کھینچا ہے ـ قیمت

نفحات الانس ـ مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیاء جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے ـ قیمت

تذکرۃ الاولیا ـ شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جس کے مطالعہ سے ہزاروں صاحب دل بنے ـ قیمت

حالات مشائخ نقشبندیہ ـ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیا کے حالات و مقامات ـ قیمت

تذکرہ اولیائے ہند ـ اس میں تمام سلسلوں کے ہندوستانی اولیائے کرام کے حالات مقامات درج ہیں ـ قیمت

روضۃ القیومیہ (دو جلد) مجدد الف ثانی حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد نقشبند ثانی وغیرہ بزرگوں کے حالات ـ قیمت

کتاب الشفاء ـ قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہییں ـ قیمت

تاریخ

تاریخ ابن خلدون ـ علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ ۱۱ جلدوں میں ـ قیمت

مقدمہ تاریخ ابن خلدون ۲ جلدوں میں الگ مجلد ... قیمت

تاریخ اسلام ـ سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کا عطر پیش کیا ہے ـ قیمت

تاریخ الحرمین ـ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات، خانہ کعبہ، مسجد نبوی کی تاریخ قرآنی عہد سے اب تک کی تاریخ ـ قیمت

تاریخ عرب ـ ملک عرب کی جغرافیہ تاریخ، عربی قوم کا قدیم تمدن انکی تعلیم اشاعت خوشحالی، ترقیات و اختراعات ـ قیمت

حالات عراق عرب و عمان ـ وہ ملک جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہیں اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں ـ قیمت

تاریخ ایران ـ ساسانیوں اور زرتشتیوں کے قدیم ملک کی تاریخ جو صدیوں سے مسلمانوں کے زیر نگیں ہے ـ قیمت

تاریخ مصر ـ مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے کبھی یہاں دار الخلافت تھا ـ قیمت

تاریخ مغرب ـ شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے ـ قیمت

تاریخ مراکش و مغرب الاقصی ـ شمالی افریقہ کی دو اسلامی حکومتیں جہاں اس وقت امیر عبدالکریم برسر پیکار ہیں ـ قیمت

مسلمانان اندلس ـ اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا؟ یہ اسی زمانہ کی تاریخ ہے ـ قیمت

خلافت موحدین ـ شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات ـ قیمت

تاریخ ہندوستان (۱۰ جلد) عہد اسلامی کی مفصل تاریخ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ مرحوم ـ قیمت

نیرنگ افغان ـ ہندوستان کی پہلی اسلامی سلطنت کی قومی و ملکی تاریخ ـ قیمت

حکومت اورنگ زیب ـ عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ ـ

نواب مرزا لار جنگ ... حیدرآباد دکن ـ قیمت

اخبار الاندلس ـ اسپین کی ہشت صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ ضخیم جلد میں ـ قیمت

موحدین ـ اسپین کے مسلمانوں کے عروج کی دوسری تاریخ ـ

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی ـ لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام سیرۃ رسول میں قدیم ترین تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے ـ قیمت

اسوۂ حسنہ ـ سیرۃ رسول میں علامہ ابن قیم کی کتاب جو ہر زبان کو جا سکتی ہے ـ قیمت

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ـ مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف دربارہ سیرۃ رسول ـ قیمت

اسلام ـ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن شریف کی اردو میں سیرۃ رسول بہت مقبول ہوئی ـ قیمت

سیرۃ النبی ـ مولانا شبلی کی مشہور تالیف قیمت جلد اول ... جلد دوم ... جلد سوم ...

رحمۃ للعالمین (۲ جلد) قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی سیرۃ النبی بہت پسند اور قابل دید ہے ـ

اسوۂ صحابہ (۲ جلد) صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت اور علمی و عملی کارناموں کا قابل دید مرقع ـ

سیر الصحابیات ـ ازواج مطہرات و بنات طاہرات اور اکابر صحابیات کے سوانح اور مذہبی، اخلاقی و علمی کارنامے ـ قیمت

سیرۃ ... ـ سیرۃ عثمان ـ امام مالک ـ سیرۃ ... ـ ... ـ جنید بغدادی ـ ...